رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عاں

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۲۸ رتیر ۱۳۵۴ ف | ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | ۲ جون ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۷

مابعد جنگ دنیا میں مذہب کا مقام

از

کے، ای، جاب

عصر جدید میں انسان کے تمام آلام اور مصائب کی وجہ یہ قرار دی جاتی ہے کہ مذہب نوع انسان کی صحیح اخلاقی راستہ پر رہنمائی کرنے میں ناکام رہا۔ کیا گزشتہ بیس صدی کے اندر مغرب کی کئی قومیں دو ہولناک جنگوں سے دوچار نہیں ہوئیں؟ کیا ان قوموں نے اپنی قومی عظمت کو برقرار رکھنے اور دنیاوی اقتدار کے حصول کے لئے سائنس کی ایجاد اور دنیا کے تمام وسائل کو استعمال نہیں کیا؟ اس مقصد کے لئے کیا ان قوموں نے اخلاقی اصولوں اور اپنے مذہب کی تعلیمات کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟ یہ الزامات بالکل صحیح ہیں اور دوسرے مذاہب کے پیرووں پر بھی یہی الزامات عائد ہوتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی تنظیم میں مذہب کو اپنا جائز حصہ لینے کا موقع نہیں دیا گیا۔

ناقص تعلیم

جدید تمدن کے مراکز میں مذہب اس لئے ناکام رہا کہ مذہبی تعلیم بالکل ناقص تھی۔ "ڈبلن ریویو" میں ایک مضمون نگار نے لکھا ہے کہ "ماضی میں مسیحیت ایک حقیقت سے زیادہ ایک نمائشی چیز تھی۔ دوسرے الفاظ میں اپنے اقتدار و وقار اور اپنے پیرووں کی تعداد کے باوجود اس نے لوگوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ عوام کی زندگی کا بڑا حصہ مسیحیت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اگر چہ بڑی حد تک وہ عیسائی ہیں مگر ان کی زندگی کا بڑا حصہ غیر عیسائی ہے۔" تسلیم کہ مضمون نگار دریافت کرتا ہے کہ "تقدس توضح رہے، مذہب سے وفاداری موجود ہے اور کلیسا میں دانشمندی موجود ہے لیکن کیا کافی مذہبی تعلیم دی جاتی ہے؟ کیا لوگ واضح طور پر جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کے معتقدات کیا ہیں؟" یہی سوال دوسرے مذاہب کے پیرووں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

کمی کے اسباب

مغرب کی سماجی زندگی کو صدہا سے میں مسیحیت کو جو ناکامی ہوئی اس کے متعدد اسباب ہیں۔ ابتدائی تین صدیوں تک مسیحیت حضرت مسیح کے اصولوں پر چلتی تھی لیکن جب اس مذہب کو شہنشاہوں اور حکمرانوں نے قبول کر لیا اور برائے نام ہی سہی عوام اپنے حکمرانوں کی تقلید کرنے لگے اور ان میں دوغلی پیدا ہو گئی۔ کبھی وہ روحانی بلندی کی کوشش کرتے اور کبھی اپنے حکمرانوں کی طرح غیر مذہبی زندگی بسر کرتے۔ بعد میں مسیحیت کے اندر الحاد اور نفاق کی تحریکیں پیدا ہو گئیں جن سے دنیائے مسیحیت کا مذہبی اتحاد نابود ہو گیا اور عوام کی توجہ روحانیات پر مرکوز ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب میں کر سماجی انصاف اور سماج کی صحیح اصولوں پر تنظیم جس کی مسیحیت ہمیشہ علمبردار رہی ہے پس پشت ڈال دی گئی۔

کلیسا اور مملکت کا تصادم

اس ابتری کے ساتھ ساتھ یورپ کے سیاسی افق پر متعدد غیر مذہبی مملکتیں وجود میں آگئیں جنھیں آپسے کلیسا سے متصادم ہونا پڑا۔ جب کلیسا اور مملکت کا تصادم شدید ہو گیا کلیسا کے سامنے دو برائیاں تھیں اور اس نے کمتر برائی قبول کر لی۔ دوسرے الفاظ میں کلیسا نے قطعی ترین مذہبی آزادی کے لئے جد و جہد کی بجائے عبادت کی آزادی اور مذہبی تعلیم جس وقت کلیسا کمزور ہو کر ثانوی روش اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ غیر مذہبی مملکتیں ساری فضا پر مسلط ہو چکی تھیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مغرب میں سماجی زندگی کا میدان غیر محصور تھا اور وہاں جنگل کا قانون کارفرما تھا۔ مملکت نے اس سے بے تعلقی اختیار کر لی تھی اور کلیسا کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ عالمگیر مصیبتیں اسی صورت حال کا نتیجہ ہیں۔ کوئی حیرت نہیں کہ دنیا سے جو ناانصافی سے تنگ آ گئی تھی اٹلی میں فاسسٹیت، جرمنی میں نازیت اور روس میں کمیونزم کا تجربہ کیا۔ اول الذکر دو مسلک میدان سے ہٹ چکے ہیں اور آخر الذکر اپنی پوری قوت کے ساتھ منظر عام پر آ رہا ہے۔

مذہب اور کمیونزم

موجودہ برائیوں کا قلع قمع کرنے کی خاطر مذہب اور کمیونزم دونوں متفق ہیں۔ خودغرضی، حرص، ہوس، بے لگام مسابقت اور غریب دامیر کے فرق کو دونوں مٹانا چاہتے ہیں۔ دونوں کا مطالبہ ہے کہ مزدوروں کو معقول اجرت ملے، وہ شائستہ زندگی بسر کر سکیں اور ان کی اولاد کو تعلیم دی جائے، انہیں زندگی کی ساری سہولتیں حاصل ہوں۔ لیکن مذہب اور کمیونزم کے زاویہ نگاہ میں بنیادی اختلاف ہے۔ ایک سچا کمیونسٹ جو لینن اور ...

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۸ر تیر ۱۳۵۶ف	نمبر ۷

تحریک امداد باہمی کا مستقبل

تحریک امداد باہمی کے اخلاقی پہلوؤں پر ہندوستان کی مختلف حکومتوں اور ملک کے عوامی اداروں نے زور دیا ہے لیکن یہ بات ہنوز کافی طور پر عوام الناس کے ذہن نشین نہیں کرائی گئی کہ یہ تحریک خالص معاشی نقطۂ نظر سے بھی ایک کامیاب تحریک ثابت ہو سکتی ہے۔ نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت کی افراط و تفریط سے بچنے اور ان ہر دو معاشی اصولوں کی خوبیوں میں امتزاج پیدا کرتے ہوئے ان کی برائیوں سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ امداد باہمی کے اصول کو اجتماعی زندگی کا جزو لاینفک بنایا جائے۔ ہندوستان میں بالعموم اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں بالخصوص اس تحریک کی عملی کاروبار اس طریقہ سے نہیں کیا گیا جو موثر اور دلنشین ہوتا۔ اس خصوص میں ہم چند تجاویز پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہماری یہ رائے ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ معاشیات میں اصول امداد باہمی کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک ذیلی شعبہ قائم کیا جائے۔ اس شعبہ میں ایسے افراد کو پروفیسر مقرر کیا جائے جو اس تحریک کے نظری پہلوؤں پر حاوی ہونے کے علاوہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس کے عملی نتائج سے بھی واقف ہوں۔

اس ضمن میں ہماری دوسری تجویز یہ ہے کہ عنقریب یعنی مثلاً اوائل ۱۳۵۶ف میں ایک کل حیدرآباد امداد باہمی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں نہ صرف اس تحریک کے سرکاری اور غیر سرکاری کارکن شریک ہوں بلکہ عہدہ داران مال و رسد کو بھی شرکت کا موقع دیا جائے۔ اس کے علاوہ متصلہ صوبہ جات کے سرکاری و غیر سرکاری کارکنان تحریک کو بھی کانفرنس میں مدعو کیا جائے اور ان کے تجربوں سے مقامی کارکنوں کو استفادہ کا موقع دیا جائے۔

اب جب کہ ہر موضع میں ایک غلہ گودام اور ہر تعلقہ میں ایک مجلس ترقیات دیہی کا قیام حکومت کے پیش نظر ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اصول امداد باہمی کے پرچار کے لئے ہر ضلع میں ایک تربیت گاہ ——— عارضی طور پر ہی سہی ——— قائم کی جائے۔

جہاں تک ہمیں علم ہے فی الوقت ممالک محروسہ سرکار عالی میں تقریباً چھے ہزار انجمنیں قائم و کارگزار ہیں۔ وہ دن دور نہیں کہ ان اداروں کی تعداد چالیس ہزار کے لگ بھگ ہو جائے۔ ان حالات میں سررشتہ امداد باہمی کے موجودہ عملہ میں توسیع و اضافہ کی شدید ضرورت ہے لیکن جن حضرات کا تقرر پیش نظر ہو انھیں کم از کم چھے ماہ کی ٹریننگ برٹش انڈیا کے ایسے صوبوں میں دلائی جائے جہاں کے حالات حیدرآباد سے ملتے جلتے ہوں اور جہاں امداد باہمی کی تحریک کامیابی کے ساتھ چل رہی ہو۔

تنقیح حسابات کا شعبہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اکثر اداروں کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی رہی ہے کہ ان اداروں کے حساب کتاب پر کافی نگرانی نہیں رکھی گئی۔

ہمیں امید ہے کہ مولوی سید فضل اللہ صاحب جو اب اس سررشتہ کی حد تک معتمد سرکار کی حیثیت رکھتے ہیں نیز نواب لیاقت جنگ بہادر ان مسائل کی جانب فوری توجہ مبذول فرمائیں گے اور حیدرآباد میں ایک ایسی فضا پیدا کریں گے جو کہ کاشتکار اور مزدور کی دائمی بھلائی کی ضمانت دے سکے۔

نواب علی نواز جنگ بہادر

معزز معاصر "صحیفہ" نے نواب علی نواز جنگ بہادر کی پبلک خدمات کے اعتراف میں ان کی سترسالہ سالگرہ کے موقع پر ایک خصوصی نمبر شائع کر کے ایک اہم ملکی فرض انجام دیا ہے۔ اگر ہم اپنے آن اتھک اور مخلص کی خدمات کا اعتراف نہ کریں جو ملک کے مفاد کی خاطر اپنا نقصان گوارا کرنے کی جرأت رکھتے ہیں تو ہمارا یہ تنگ ظرفی ان نوجوانوں کی ہمتوں کو پست کرے گا جو اچھے ارادوں کے ساتھ پبلک زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔

نواب علی نواز جنگ بہادر صرف ایک قابل انجینئر ہی نہیں بلکہ ایک ماہر معاشیات بھی ہیں۔ نواب صاحب کی قابلیت اور بالغ نظری کی شہرت حیدرآباد سے باہر اتنی کافی ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے آپ کو نیشنل پلاننگ کمیٹی میں شرکت کی دعوت دی۔ مسلم لیگ نے نواب صاحب کو اپنی منصوبہ بندی کی کمیٹی کا صدر مقرر کیا۔

واقف کار اصحاب کا خیال ہے کہ حیدرآباد کی دیہی زندگی کے مسائل پر نواب علی نواز جنگ بہادر کو جو عبور حاصل ہے وہ شاید ہی کسی اور کو حاصل ہو۔ نواب صاحب کے متعدد کارنامے ایسے ہیں جن پر ملک فخر کر سکتا ہے مثلاً نظام ساگر اور دیگر ذخائر آب کی تعمیر، برقابی اسکیمیں، ہزار ہا میل لمبی سڑکیں، متعدد پل وغیرہ۔ لیکن نواب صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے زمانہ میں محکمہ تعمیرات و آبپاشی کی تنظیم اور اصلاح کر کے اس کے معیار کارکردگی کو بلند کر دیا۔ افسوس ہے کہ ان کے جانشین اس معیار اور وقار کو برقرار نہ رکھ سکے جو نواب صاحب نے قائم کیا تھا۔

نواب علی نواز جنگ بہادر کی سترسالہ سالگرہ کے موقع پر ہم نواب صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ان کی زندگی کا بڑا حصہ ملک و مالک کی خدمت گزاری میں بسر ہوا اور ان کی دیانت اور کارکردگی نیک نیت نوجوانوں کے لئے ایک مثال ثابت ہوئی۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ نواب صاحب صحت و عافیت کے ساتھ ملک کی مزید خدمت کے لئے تا دیر سلامت رہیں۔

رائے سری کشن صاحب بیرسٹر

رائے سری کشن صاحب بیرسٹر ان چند پبلک کارکنوں میں سے ہیں جو فرقہ واریت کی مسموم فضا سے متاثر نہیں ہوئے اور جو حیدرآباد کے مسائل کو حیدرآباد ہی کے نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی رہے ہیں۔ اگرچہ رائے صاحب ہندو ہیں لیکن انھیں دیگر مذاہب کے پیرووں سے کوئی بیر یا عناد نہیں۔ ان کی وسعت نظر اور رواداری کا ہر شخص معترف ہے۔ اگرچہ ان کی سیاسیات ترقی پسند رجحانات کی حامل ہے پھر بھی انہیں ذات شاہانہ اور خاندان آصفی سے گہری عقیدت ہے۔ رائے صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ تاج آصفی ایک ایسا ادارہ ہے جو ملک کی ہمہ جہتی فلاح و ترقی کا محرک اور موجب بن سکتا ہے۔ سری کشن صاحب نے حیدرآباد کے مسائل کو کبھی ہندو یا مسلم نقطۂ نظر سے دیکھا اور نہ کبھی بیرونی

داروں کو الگ کر دینا پسند کیا۔ راجہ صاحب کی شخصیت موجودہ پبلک زندگی میں بہت غنیمت ہے۔ اگرچہ بعض وجوہات سے ہمیں سر کشن صاحب کی رائے سے اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف ہمارے اس جذبہ احترام کو متاثر نہیں کر سکتا جو ان سے متعلق ہمارے دل میں ہے۔

جب سر کشن صاحب نے اپنی شاہ دوستی مجلس سے علحدگی اختیار کی تو ہم نے یہ محسوس کیا کہ راجہ صاحب کا عمل صحیح تھا۔ اسی طرح جب راجہ صاحب کے مضمون نے مذکور شائع یا الحکم ٹیکس کی تجویز سے اختلاف کیا تو اس وقت بھی ہمیں سخت حیرت ہوئی۔ اور بالآخر ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ راجہ صاحب کو شاید نفس تجاویز سے اختلاف نہیں وہ اس جماعت کو ناپسند کرتے ہیں جو ان تجاویز کو روبہ عمل لائے گی۔ اس اثنا میں بھی راجہ صاحب کی شائع کردہ تین کتابیں ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ راجہ صاحب کی برہمی کی وجہ کوئی خاص تجویز یا کوئی خاص عمل نہیں ہے بلکہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ حیدرآباد کی عام فضا —— سرکاری بھی اور غیر سرکاری بھی —— مانع اتحاد و ترقی ہے۔ اور اسی احساس نے راجہ صاحب کو سند وکالت واپس کرنے اور مختلف اداروں سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا۔

واقعہ ہے کہ ہمارا ملک اصلاح و ترقی کی راہ میں ابھی بہت پیچھے ہے۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ ہماری اکثریت ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دیتی ہے۔ ایثار و قربانی کا جذبہ ہم میں مفقود ہے۔ عہدہ داروں اور لیڈروں کی اکثریت اسی مرض میں مبتلا ہے۔ لیکن کیا اس کا علاج وہی ہے جو راجہ سر کشن صاحب نے سوچ رکھا ہے یعنی ترک وطن؟ ہمیں اس رائے سے شدید اختلاف ہے۔ ہم راجہ صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے ارادہ کو بدل دیں۔ اگر ہر مایوس شہری راجہ صاحب کی تقلید پر کمربستہ ہو جائے تو ہمارا وطن نذر اغیار ہو جائے گا۔ ہم ان حضرات سے متفق ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ راجہ صاحب کو بہرحال روک لینا چاہئے۔ اگر ایک ایسا شخص جو ملک و مالک سے عقیدت اور محبت رکھتا ہو ترک وطن پر مجبور ہو جائے تو یہ حیدرآباد کی پبلک زندگی پر ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جو راجہ صاحب کو یہ مشورہ دے ان کی ہر رائے سے متفق بھی ہو۔ ہم بالآخر سر کشن صاحب سے کہیں گے کہ جو سکون اور چین حیدرآباد میں میسر ہے وہ حیدرآباد سے باہر نہیں۔

مسئلہ فلسطین اور عمالی جماعت

ڈاکٹر ڈالٹن نے جنہیں انگلستان کے عام انتخابات میں عمالی جماعت کی کامیابی کی صورت میں وزیر خارجہ بنایا جائے گا بلیک پول میں تقریر کرتے ہوئے فلسطین سے متعلق مسٹر چرچل کی حکومت کی موجودہ پالیسی کی سخت مخالفت کی۔ ڈاکٹر ڈالٹن کے خیال کے مطابق عمالی جماعت کی رائے یہ ہے کہ:

"یہ بات اخلاقی اعتبار سے غلط اور سیاسی اعتبار سے ناپسندیدہ ہے کہ اگر کوئی یہودی فلسطین جانا چاہئے تو اسے اس عمل سے باز رکھا جائے۔ فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کی پوری حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے اور ان کو مدد دی جانی چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فلسطین میں ایک آزاد اور خوشحال یہودی مملکت کے قیام کی حمایت میں امریکہ، روس، اور برطانیہ کے مابین سمجھوتہ ہو جائے۔"

کیا ڈاکٹر ڈالٹن اس بیان کے مضمرات کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں؟ کیا وہ جانتے ہیں کہ اس کا رد عمل سارے مشرق وسطیٰ میں بڑا خطرناک ہوگا؟

کیا ڈاکٹر ڈالٹن کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے —— جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے —— کہ عمالی جماعت کے برسر اقتدار آنے کی صورت میں یہودیوں کو فلسطین کے پورے علاقہ پر یا اس کے ایک جزو پر کامل اقتدار دیا جائے گا۔ "فلسطین میں آزاد یہودی مملکت" کے الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمالی جماعت کی یہی پالیسی ہوگی۔ ایسی پالیسی اعلان بیلفور کے منافی ہے جس میں یہودیوں کے لئے فلسطین میں ایک "وطن" کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس سے موجودہ غیر یہودی فرقوں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ ڈاکٹر ڈالٹن کا بیان برطانیہ کے قرطاس ابیض کی پالیسی کے بھی خلاف ہے جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ برطانیہ کا یہ منشا ہے کہ ارض مقدس میں یہودیوں کے لئے قومی وطن فراہم کیا جائے اور یہودیوں کے داخلہ کو محدود کیا جائے جو پانچ سال میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ نہ ہو۔ آج فلسطین میں تقریباً (۶) لاکھ یہودی ہیں یہ وہ پناہ گزیں ہیں جو نازیوں کی تباہ کردہ یورپ سے آئے ہیں۔ اس طرح یہ تعداد ان حالات کی وجہ سے جن کی پیش قیاسی نہیں کی جا سکتی تھی قرطاس ابیض کی معینہ تعداد سے بھی بڑھ گئی۔ یہ واقعہ ان یہودی نقادوں کے لئے ایک موثر جواب ہے جو یہ استدلال کرتے ہیں کہ برطانیہ یہودی تمناؤں کے خلاف ہے۔

یہ صحیح ہے کہ قرطاس ابیض کو اس وقت نہ تو یہودیوں نے قبول کیا تھا اور نہ عربوں نے گو اس وقت عرب اس کو قبول کرنے کی طرف مائل ہیں۔ بہرحال اب یہ ایک قانون بن گیا ہے۔ یہودیوں کے ساتھ انصاف پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ قرطاس ابیض کی زیادہ کھینچ تان کر تعبیر نہ کی جائے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کے اقتدار کا تناسب کیا ہو؟ عربوں کو اندیشہ یہ ہے کہ یہودیوں کا یہ مطالبہ کہ ان کے داخلہ پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے ان کی اس خواہش کا نتیجہ ہے کہ انہیں غیر محدود اقتدار حاصل ہو۔ ڈاکٹر ڈالٹن نے عمالی پالیسی کی جو وضاحت کی ہے اس کی روشنی میں عربوں کا یہ اندیشہ حق بجانب ہے کہ عمالی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے یہودیوں کے عزائم پورے ہوں گے۔ اور اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارے مشرق وسطیٰ میں شورش برپا ہو جائے گی۔

(ٹائمز آف انڈیا)

ہندوستان کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے

ٹائمز کا اداریہ

لندن ۲۸ مئی۔ "لندن ٹائمز" آج ایک اداریہ میں بیان کرتا ہے کہ مسٹر چرچل کی نئی حکومت سب سے پہلے جس مسئلے سے دوچار ہے غالباً وہ ہندوستان کے متعلق ایک فیصلہ کرنا ہے۔ ٹائمز وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ ہندوستان کو حکومت اختیار کا دینے کے متعلق برطانیہ کے عزم صمیم پر ہندوستان میں شکوک و شبہات موجود ہیں اور ہندوستان کی امیدیں اس وقت صرف برطانوی سیاسی جماعتوں کے مابین ایک ایسی ہندوستانی حکمت عمل کی تکمیل سے متعلق مفاہمت سے وابستہ ہیں جو برطانی اور ہندوستان کی منظوری بھی حاصل کر سکے۔ برطانوی سیاستیں پر خواہ وہ عہدوں پر ہوں یا عہدوں کے باہر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے ان دونوں غلط فہمیوں کا ازالہ کریں۔

اخبار مذکور آگے چل کر لکھتا ہے کہ اس بات سے زیادہ قطعی طور پر کوئی چیز ظاہر نہیں ہے کہ جنوب مشرقی ایشیا کا امن جس کے ساتھ عالمی تحفظ کی برقراری کا گہرا تعلق ہے برطانیہ اور ہندوستان میں موثر رفاقت پر ہی منحصر ہے۔ اتحاد کی مقصد جب ہندوستان نے جو شاندار حصہ بٹایا اس نے ہندوستانی وطن پرستوں کو مطمئن کر دیا ہے کہ درجات کی مساوات کے حصول میں جو آڑے چیز حائل تھی وہ بھی اب ہٹ گئی ہے۔ اس قسم کے احساس کو

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱)

امداد باہمی - زرعی معیشت کی بنیاد

دیہی زندگی کی کایا پلٹ دینے کی تجویز

حکومت سرکار عالی نے امداد باہمی کو ریاست کی مکمل زرعی معیشت کی بنیاد بناکر ایک زبردست اقدام کیا ہے۔ ریاست کے سررشتہ امداد باہمی نے ایک اسکیم مرتب کی ہے جس پر ۱۲ لاکھ روپے کے اخراجات کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے بعض اہم اجزا کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے۔ یہ اسکیم مخروطی شکل میں ہے اور اس کا مقصد موضع، تعلقہ اور ضلع میں علی الترتیب انجمن ہائے امداد باہمی، تعلقہ داری انجمن ہائے ترقیات اور ضلع واری انجمن ہائے ترقیات قائم کرنا ہے۔

اس اسکیم میں امداد باہمی کے اصول پر کاروبار کرنے اور تعلقہ واری انجمن ترقیات میں پیدا کنندہ اور صارف کے مفادات میں ہم آہنگی پیدا کرکے درمیانی آدمی کے منافع کا قلع قمع کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ساہوکاروں اور تجارت پیشہ طبقہ کو امداد باہمی کی تحریک میں شامل کرنا بھی پیش نظر ہے۔ اس اسکیم کو مرتب کرنے میں مواضعات میں سماجی فلاح و بہبود کے کام کو مناسب اہمیت دی گئی ہے۔ تعلیم، صحت اور صفائی انجمن ہائے ترقیات کی اہم سرگرمیوں کے اجزا ہیں۔

ریاست میں امداد باہمی کی تحریک (۳۰) سال پہلے اس غرض سے شروع کی گئی تھی کہ عوام اور خاص کر مزارعین کی معاشی حالت کو ان کے لئے سہل الحصول سرمایہ فراہم کرکے سدھارا جائے۔ لیکن متعدد اسباب کی بنا پر اس تحریک کی ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہی ہے جتنی کہ رہنی چاہئے تھی۔ موجودہ عالمی جنگ اس تحریک کے حق میں زحمت کے بھیس میں رحمت ثابت ہوئی۔ اس نے پیداوار اور تقسیم کے سرمایہ دارانہ نظام کے مضر اثرات کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ اس لئے اس تحریک کی از سر نو تنظیم ضروری ہے اور اس کام کی انجام دہی کا غالباً سب سے زیادہ موثر ذریعہ زرعی پیداوار کی تنظیم ہے۔ ریاست میں تحریک امداد باہمی کی بنیاد کو وسیع تر بنانے کے لئے جو نئی اسکیم تیار کی گئی ہے اس میں اسی چیز کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انجمن ہائے امداد باہمی کی وسیع تر سرگرمیاں

اس اسکیم کے تحت موضع میں ایک انجمن امداد باہمی قائم کی جائے گی جو اس موضع کی تمام معاشی اور سماجی ضرورتوں کی تکمیل کرے گی۔ جہاں موجودہ انجمن ہائے قرضہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہیں وہاں انہیں قرضہ کے علاوہ دوسرے کام بھی سپرد کئے جائیں۔ جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں مقامی مسائل کو حل کرنے کے لئے علیحدہ ادارے قائم کئے جائیں گے۔ یہ انجمنیں زرعی پیداوار کی تنظیم پر توجہ مرکوز کریں گی، زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے تمام تدابیر اختیار کریں گی اور کاشتکاروں کو ممکنہ سہولتیں بہم پہنچائیں گی۔ جہاں کہیں بھی ممکن ہو وہ اجتماعی کاشتکاری کا طریقہ رائج کریں گی۔ وہ اپنے اراکین کے کھیتوں کی پیداوار کو امداد باہمی کے اصول پر بازار میں فروخت کرنے کا انتظام کریں گی اور انہیں حتی الوسع سستے داموں زندگی کی روزمرہ ضروریات مہیا کریں گی۔

تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات

تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات ممالک محروسہ کے پورے (۱۰۳) تعلقوں میں قائم کی جائیں گی اور ان سے تعلقہ کی انجمن ہائے امداد باہمی ملحق کر دی جائیں گی۔ ان انجمنوں کی نوعیت اصل میں کاروباری ہوگی۔ وہ بیجوں، کھاد اور بہتر قسم کے آلات زرعی کی فراہمی کا انتظام کریں گی، زرعی پیداوار کو گوداموں میں رکھنے اور بازار میں فروخت کرنے کا کام انجام دیں گی اور تعلقہ کے بازاروں میں "اڑتہ" دوکانیں کھولیں گی۔ جہاں کہیں انجمن ہائے فروخت موجود ہوں انہیں آزاد اداروں کی حیثیت سے اپنا کام جاری رکھنے کی اجازت دی جائے گی۔ لیکن انہیں تعلقہ واری انجمن ترقیات سے ملحق ہونا پڑے گا۔ یہ انجمن مویشی اور فصل کے بیمہ کا بھی انتظام کرنے کی کوشش کرے گی۔ اصلاح معاشرت کے سلسلہ میں وہ تعلیم، صحت اور صفائی کے فوری اور ضروری مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کرے گی۔ حد سے زیادہ مرکزیت کے خطرے سے بچنے کے لئے تلنگانہ میں ہر (۱۵) تا (۲۰) مواضعات کے لئے اور مرہٹواڑی میں (۲۰) تا (۳۰) مواضعات کے لئے انجمن کی شاخیں یا مراکز قائم کئے جائیں گے۔ انجمن کی مجلس انتظامی کی صدارت تحصیلدار یا ڈویژنل افسر کریں گے۔ یہ انجمنیں دیہی کاریگروں کو خام مال فراہم کرکے اور مصنوعات کی فروخت کا انتظام کرکے دیہی صنعتوں کو فروغ دینے میں بھی مدد دیں گی۔ دیہی ترقیات کے لائحہ عمل کے مختلف اجزاء کو بروئے کار لانے کے لئے یہ انجمن ایک (۵) تا (۱۰) سالہ خاکہ کے تحت کام کریں گی۔ سردست تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات "مقامی اداروں" کا انتظام اور غذائی اجناس کی خریدی اور تقسیم کا وہ کام جو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی طرف سے انجام دیا جاتا ہے اپنے ذمے لیں گی۔ اس سے انہیں بہتر آغاز کا موقع ملے گا۔ اور اس کی مدد سے وہ اپنے آئندہ کام کو مستحکم بنیاد پر جاری رکھ سکیں گی۔

ضلع واری انجمن ہائے ترقیات

ضلع واری انجمن ہائے ترقیات اضلاع کے صدر مقاموں پر قائم کی جائیں گی۔ تعلقداران کے معتمدین کی حیثیت سے اور سررشتہ امداد باہمی کے رجسٹرار بلحاظ عہدہ ناظم کی حیثیت سے کام کریں گے۔ ضلع کی تمام تعلقہ واری انجمنوں کو اس سے ملحق کر دیا جائے گا۔ ضلع واری انجمن کی حیثیت صرف ایک مشاورتی ادارہ کی ہوگی اور وہ رجسٹرار سررشتہ امداد باہمی کی اجازت کے بغیر کوئی کاروبار نہیں کرے گی۔ اس کی بدولت تعلقہ واری انجمنیں ایک دوسرے کے تجربے سے استفادہ اور تبادلہ خیالات کر سکیں گی۔ ضلع واری انجمن جمعیت اتحاد امداد باہمی یعنی اس تحریک کے بالائی مشاورتی ادارے سے ملحق ہوں گی۔ یہ ان کے لئے معلومات کے باہمی تبادلہ کا ذریعہ ہوگی اور اپنے اراکین کو نہ صرف حیدرآباد میں بلکہ بیرونی ملکوں میں بھی امداد باہمی کے مختلف اقسام کے اداروں کے طریقہ کار اور نظام عمل کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں گی۔

ساہوکاروں کو نظر انداز نہیں کیا گیا

اس اسکیم کی ایک خصوصیت ساہوکاروں اور تجارت پیشہ طبقہ کو امداد باہمی کی تحریک میں شامل کرنا ہے۔ زمانہ قدیم سے ساہوکار دیہی معاشرہ میں اہم حصہ لیتا رہا ہے اور اس لئے اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنیت میں بھی زبردست تبدیلی ہوئی ہے۔ زمانہ جنگ کے قوانین کی وجہ سے اس کی خانگی تجارت کا دائرہ بڑی حد تک کم ہو گیا ہے۔

تربیت یافتہ عملہ

موجودہ اسکیم کی طرح کسی جامع اسکیم کی کامیابی کا دارومدار لازمی طور پر اس کو روبہ عمل لانے کے لئے تربیت یافتہ عملہ کے دستیاب ہونے پر ہے۔ اس لئے اس اسکیم کے تحت امداد باہمی کا ایک تربیتی ادارہ قائم کیا جائے گا۔ یہ ادارہ نہ صرف سررشتہ امداد باہمی کے افسروں اور عملہ کو تربیت دے گا بلکہ اس میں تعلقہ واری انجمنوں اور اس مواضعاتی انجمنوں کے عہدہ داروں اور بازی کارکنوں اور اراکین کو بھی نظری اور عملی تربیت دی جائے گی۔ اور اسکیم میں سینما، ڈراموں اور معلومات آفریں تصویروں کے ذریعہ تعلیم دینے کا ایک دلچسپ اور ہدایات آمیز پروگرام بھی شامل ہے۔

کام شروع ہو چکا ہے

جیسا کہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے اس اسکیم کو جزوی طور پر روبہ عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اب تک (۳۰) تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات قائم کی گئی ہیں اور انہیں ریاست میں غلہ کے حصول اور تقسیم کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ [illegible]

موجودہ جنگ میں ہندوستانی سپاہیوں کے کارنامے

از

فرانک موریز

ہندوستان میں نوکرشاہی کے ہوتے ہوئے بھی یہاں کے سپاہیوں نے برما، شمالی افریقہ اور مختلف محاذوں پر دوسرے ملکوں کے سپاہیوں کی طرح شجاعت کی زبردست مثالیں پیش کی ہیں۔ وہ دشمن کو اپنے ملک سے دور رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ انھوں نے وہی فرض انجام دیا جس کے لئے ہندوستان کی تمام جماعتیں مطالبہ کر رہی ہیں یعنی حفاظت وطن۔ انھوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر ہندوستان میں قومی حکومت قائم ہو جائے اور اس ملک کے کل ذرائع کام میں آئیں تو مشرق کی جنگ چند ماہ میں ختم ہو سکتی ہے۔

برما میں اکثر فتوحات کا سہرا چودھویں فوج کے سر ہے جس میں دو تہائی ہندوستانی سپاہی شامل ہیں۔ یہ جاپان کی محاذوں پر لڑ رہے ہیں۔ چوتھی اور پانچویں ہندوستانی ڈویژن نے تین برس میں عراق، شام، ایران، شمالی افریقہ اور اٹلی کی لڑائیوں میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ ان لڑائیوں میں ہندوستانی سپاہ کے کارنامے رفتار جنگ پر کافی اثرانداز ہوئے ہیں۔ ایران اور عراق سے جرمن حملہ کا خطرہ جاتا رہا، ہندوستان کے ہوائی راستے محفوظ ہو گئے اور امریکی سامان روس کو بے روک ٹوک رسد جانے لگی۔

میں نے ابھی تک ہندوستانی فوج کے کارنامے دوسروں سے سنے تھے لیکن یہاں برما میں فوجی نامہ نگار ہونے کی حیثیت سے ــــــــــــ مجھے اور بھی اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ دو برس پہلے اراکان کی لڑائی میں چودھویں ہندوستانی ڈویژن تنہا جاپانیوں سے لڑتی رہی اور وہاں ان کے قدم نہیں جمنے دئے۔ پچھلے سال بھی جب کرنل ناناکاشی نے اراکان پار کر کے جنوب مشرقی بنگال کی جانب پیش قدمی کی تو جاپانی تو نا کیدوک کے درہ پر پانچویں اور ساتویں ہندوستانی ڈویژن نے اکیلے حملہ کامیاب روکا۔ جس ڈویژن نے اراکان کی پہاڑیوں سے جاپانی فوج کو پسپا کیا تھا وہ بھی چھبیسویں ہندوستانی ڈویژن ہے۔ امپھال کے محاذ جنگ پر میں نے اپنی آنکھوں سے ہندوستانی سپاہیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ انھوں نے ڈٹ سے کی پوری جاپانیوں کو دم نہیں لینے دیا۔ اسی طرح تیسری ہندوستانی ڈویژن جان کی بازی لگا کر دشمن کے علاقہ میں دو سو میل تک داخل ہو گئی۔

انڈے کی فتح حال ہی کا واقعہ ہے۔ تین ڈویژن میں مقابلہ تھا کہ پہلے کون انڈے پہونچتا ہے ایک فرنٹ دوسری برطانوی ڈویژن اور چھبیسویں برطانوی ڈویژن پیش قدمی کر رہی تھی اور دوسری جانب انسویں ہندوستانی ڈویژن۔ آخر کار انڈے کی فتح کا سہرا ہندوستانی فوج کے سر رہا جس نے برق رفتاری میں سب کو مات کر دیا۔

ہندوستان کے سپاہی نے تمام عالم پر بہادری کا سکہ جما دیا ہے۔ ان کے کارناموں نے دنیا کی نظروں میں ہندوستان کی اہمیت اور بھی بڑھا دی ہے۔ وہ اپنے ملک کا بیٹا ہے جو برما میں ہندو اور مسلمانوں نے شانہ بشانہ لڑ کر اپنا خون بہایا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد جب یہ سپاہی اپنے وطن واپس آئیں گے تو وہ محنت، ڈسپلن اور تنظیم کا نمونہ ہوں گے۔ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ملک ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

صرف برما کے محاذ پر ہی ہندوستان کے سپاہیوں نے خراج تحسین حاصل نہیں کیا بلکہ انھوں نے سمندر پار بھی کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ چوتھی ہندوستانی ڈویژن جس نے جولائی ۱۹۳۹ء میں ہندوستان سے کوچ کیا تھا مختلف محاذوں پر کئی معرکے سر کر چکی ہے۔ اطالوی کمانڈر گرازیانی کی فوج کا مقابلہ سب سے پہلے ہندوستانی سپاہیوں نے کیا۔ اس کے بعد یہی ڈویژن مصر صحرائے مشرقی افریقہ پہونچی۔ جہاں کیرن کی لڑائی میں اس نے اطالیوں کے چھکے چھڑا دئے۔ پھر چوتھی ہندوستانی ڈویژن نے مغربی صحرائی جانب پیش قدمی کی اور یہاں اسے جرمن کمانڈر رومل کی فوج کو دو دو ہاتھ دکھانے کا موقع ملا۔ العالمین کی تاریخی لڑائی میں جب آٹھویں برطانوی ڈویژن کو جرمن جانباز ٹیونس تک ڈھکیل دیا تھا۔ اس کے بعد ٹکرا گئے تھے تو چوتھی ہندوستانی ڈویژن عین وقت پر آن پہونچی۔ ہندوستانی سپاہیوں نے نہ صرف ٹیونس سے جرمنوں کو بھگا دیا بلکہ شمالی افریقہ کے کل کو جرمن فوجوں سے پاک کر دیا۔ یہاں سے فاتح اور سرخرو ہو کر ہندوستانی ڈویژن نے اٹلی کی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ موجودہ جنگ میں ہندوستانی سپاہیوں کے کارناموں کی طویل فہرست کو مکمل طور پر پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ بہرحال وہ تاریخ کے اوراق پر ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔ یہ سب کچھ جنگ ختم ہو چکنے سے پیشتر بھی جاپان کا سفر کھلا ہوا ہے۔ ایشیا کے محاذ پر رہنے کی حیثیت سے ہندوستان کے باشندوں کو بھی بے پایاں کرنا ہے۔

مابعد جنگ چودہ سالہ تعلیمی منصوبہ

مرکزی درسگاہ تجارت کا قیام

حیدرآباد۔ ۹ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی کی تعلیم مابعد جنگ کے تعلیمی اسکیموں کے تحت جو چودہ سالہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے اس کی ابتدائی کارروائی کے طور پر اس کی منظوری دی گئی ہے۔ یہ سال تعلیمی سے ایک مرکزی درسگاہ تجارت (تخمیناً ۵، لاکھ روپے سالانہ کے مصارف سے قائم کیا جائے۔ آغاز کے طور پر تین ڈپلوما کورس موسوم ڈپلوما ان بنکنگ اور ڈپلوما ان ٹرانسپورٹ کی تعلیم کا آغاز کیا جائیگا۔ ان میں سے ہر ایک کی تعلیم کا دوران دو سال ہوگا۔ ابتداً انگریزی میں تعلیم دی جائے گی اور بعد میں اردو اس کی جگہ حاصل کرے گی۔

ایک اور ایک سالہ ڈپلوما اسی ادارہ میں دفتری تربیت کے لئے قائم کیا جائے۔ اس کی تعلیم انگریزی اور اردو میں ہوگی۔ اس ڈپلوما کے قیام کا بڑا مقصد یہی ہے کہ امیدواروں کو سرکاری ملازمت کی انجام دہی کی تربیت دی جائے۔ اس ڈپلوما کے امیدواروں کے لئے ٹائپنگ لازمی اور زود نویسی ...

بحیثیت مضمون اختیاری رکھا گیا ہے۔

بنکنگ کا ڈپلوما رکھنے والے امیدواروں کو بنک کی خدمات میں ترجیح دی جائے گی۔ اور انسٹیٹیوٹ آف بنکرس کے امتحان میں بھی شرکت کا حق ہوگا۔ اس کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ سات سال بعد مقامی حالات کے لحاظ سے نصاب میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں۔ ایک خصوصی مجلس جو سررشتہ تعلیمات کی جانب سے تشکیل دی جائے گی امتحانات کا انتظام کرے گی اور ڈپلوما عطا کرے گی۔

جو امیدوار امتحان ایچ۔ ایس۔ ایل سی یا عثمانیہ میٹرک یا اس کے مماثل امتحان کامیاب ہوں وہ اس مرکزی ادارہ تجارت میں شرکت حاصل کر سکتے ہیں۔ فی الوقت سو طالب علموں کی شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔ اگر امیدوار زیادہ ہوں تو شرکت کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔ درسگاہ کے اوقات ۱۰ تا ۴ ہوں گے اور دوسری درسگاہوں کی نسبت ۷۵ فیصد حاضری کی شرط ہوگی۔ فیس (۵) روپے ماہانہ رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ وظائف اور فیس معافی کی رعایتیں بھی رکھی گئی ہیں۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۹)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

۲ مئی۔ ہٹلر اور گوبلز مر گئے، برلن پر سرخ فوج کا قبضہ۔

۹ مئی۔ جب تک نعش برآمد ہو اسٹالن ہٹلر کی موت کو باور کرنے تیار نہیں۔ سرخ فوج نعش کی تلاش کر رہی ہے۔

۹ مئی۔ ہٹلر اور گوبلز کی موت کی توثیق مختلف ذرائع سے ہو گئی۔

۱۰ مئی۔ ایک نعش جو ہٹلر سے مشابہت رکھتی ہے برآمد ہو گئی۔ نعش کا امتحان کیا جا رہا ہے۔

۱۲ مئی۔ باور کیا جاتا ہے کہ ہٹلر اور گوبلز روپوش ہیں۔

۲۳ مئی۔ چرچل نے اس امر کی تحقیق کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ آیا ہٹلر آئرلینڈ میں پناہ گزیں ہے۔

۲۸ مئی۔ ہٹلر زندہ ہو یا مر چکا ہو اس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

ایک دوست — جب سے کپڑے کی قلت اور گرانی بڑھ گئی ہے اردو ننگوں کی زبان ہو گئی ہے۔

دوسرا دوست — کیا مطلب؟

پہلا — مطلب یہ کہ مسٹر جیلو اردو میں مراسلت کو سختی سے ناپسند کرتے ہیں۔

معاصر مشیر دکن نے اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ سرکاری مدارس کی طرح خانگی امدادی اداروں کے مدرسین کو گرانی الاونس نہیں مل رہا ہے یہ تحریر کیا ہے کہ:

"سرکار سے مدد پانے والے اداروں میں خاص تذکرے کے قابل ہمارے مدارس امدادی ہیں جو بلدہ حیدرآباد اور اضلاع میں بہ تعداد کثیر قائم اور خدمات انجام دے رہے ہیں"

معاصر موصوف کو ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ حکومت خانگی مدارس کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی اور اشاعت تعلیم میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔ ہم بھلا ہو اس جنگ کا کہ گرانی الاونس کی خاطر معاصر موصوف کو اس ٹھوس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ امدادی مدارس بہ تعداد کثیر قائم ہیں اپنی آپ تردید کرنی پڑی۔

"اگر ہم عہدوں پر آجائیں تو ہم وزیر ہند کے دفتر کو بند کر دیں گے اور اس کا کام محکمہ نو آبادیات کے تفویض کر دیں گے۔" (ارنسٹ بیون۔ لیبر لیڈر)

یہ تو ہندوستان کو آزادی بھی دلوائیں گے کیا؟

"مجھ کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ ایک غیر تحریری دستور کے ذریعہ ہندوستان اپنی ذمہ داریوں کو حاصل کرے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں سال بہ سال ہندوستان کی حکومت کی ذمہ داریوں کا اضافہ کروں گا۔" (ارنسٹ بیون)

سب رکھتے تھے مرجھائے ہوئے پھول قفس میں شاید کہ پسند آئے اسیروں کو اسیری

"انگلستان کو ایک نئے صنعتی انقلاب کی ضرورت ہے۔" (پروفیسر لاسکی)

اس سے پہلے جب صنعتی انقلاب ہوا تھا تو انگلستان کو ایشیا اور افریقہ میں نو آبادیات حاصل کرنی پڑیں۔ اب اگر پھر ایک صنعتی انقلاب ہو تو معلوم نہیں کس ملک کی باری آتی ہے۔

"ہم اب بھی یہی رائے رکھتے ہیں کہ بہ عجلت محکمہ بلدیہ کا تسلسل ختم ہونا چاہئے اور قانون نافذ کے تحت انتخابات جدید عمل میں لائے جانے کا بندوبست ہونا ضروری ہے۔ اگر اس میں کچھ دیر ہونا ہی لازم ہو گیا ہے تو بہتر طریقہ یہی ہو گا کہ موجودہ عامل بلدیہ کو جس کو کافی تجربہ حاصل ہو چکا ہے اس خدمت پر بذریعہ علامت توسیع بحال رکھا جائے۔" (مشیر دکن)

معاصر مشیر دکن نے اس اداریہ کو پڑھ کر عامل بلدیہ کو یقیناً "سکون قلب" حاصل ہوا ہو گا۔ ہماری اصل رائے یہ ہے کہ انتخابات میں جتنی دیر ہو مناسب ہے تاکہ عامل بلدیہ مزید تجربہ حاصل کر سکے اور معاصر مشیر دکن کو عامل بلدیہ کی توسیع کے لئے مزید مقالات لکھنے کا موقع ملے۔

معاصر پیام نے مشرق میں مغربی سیاسیات کا تاثر کے عنوان کے تحت چار کالم کا ایک طویل اداریہ لکھا ہے جس میں شروع سے آخر تک مسلم لیگ کو ہدف ملامت اس لئے بنایا گیا ہے کہ شام اور لبنان پر فرانسیسی فوج آ گئی اور لیگ نے کچھ نہیں کیا۔

ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مسلم لیگ فرانس پر یورش کرنے کے لئے ایک فوج تیار کرے اور بجائے ناظم پیام جناب فقار صاحب کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کرے۔ اگر شام کا مسئلہ صحیح طور پر حل نہ ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔

مہاراشٹرا پریشد کے سالانہ اجلاس کی جو روئداد اخبارات میں شائع ہوئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اجلاس کے شاندار گیٹ پر حیدرآباد کے واحد قومی لیڈر سوامی رامانند تیرتھ کی تصویر آویزاں کی گئی تھی۔

سوامی جی کو "واحد قومی لیڈر" شاید اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ نیشنلسٹ بھی ہیں اور کمیونسٹ بھی کامریڈ بوشی کے ہم نوا بھی ہیں اور مہاتما گاندھی جیسے بھی۔ تارک الدنیا بھی ہیں اور دنیاوی اقتدار کے طالب بھی۔ بہر حال۔

وہ اپنی ذات سے اک انجمن ہیں

---

۲۳ مئی کے اخبارات میں دکن نیوز کے ذریعہ میونسپل بورڈ کے ان ارکان کی فہرست شائع کرائی گئی ہے جنہوں نے حادثہ دار السلام کے سلسلہ میں سرکاری مجالس سے استعفا دے دیا۔

دار السلام کے حادثہ کو وقوع پذیر ہوئے تقریباً تین ماہ گزر چکے حیرت ہے کہ بورڈ کے ارکان کو اب خبر ہوئی۔

عادل آباد میں آندھرا کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے پہلی ضلع کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں تصویروں اور ہولیوں کی نمائش کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ (ایک خبر)

اس خبر میں یہاں کی چیز تصویروں کی نمائش ہے جہاں کہیں یہ نمائش ہوتی ہے وہاں لوگ مویشیوں کی طرح جمع ہو جاتے ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کی فتح کا ڈنکا پیٹا جاتا ہے۔

ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ جب سے ایک وظیفہ یاب صوبہ دار نے ایک رسالہ شروع کیا ہے ہم کو ان کا کوئی کھلا خط شائع نہیں کیا۔

ہماری اطلاع یہ ہے کہ صاحب موصوف آج کل کشمیر کی سیر کر رہے ہیں اور کشمیر کی زعفرانی فضا میں حیدرآباد کا افلاس کس طرح یاد آ سکتا ہے۔

مسز پنڈت کو امریکہ میں تقاریر کا فی صدہ معاوضہ مل رہا ہے۔ (ایک خبر)

مگر حیدرآباد میں اکثر لیڈر مسکین کو خواہ کرنے کے لئے اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرتے ہیں۔

ہندوستان ویول کی راہ دیکھ رہا ہے

ملک کا سب سے بڑا رہنما رہنمائی کرنے سے قاصر ہے

لارڈ ویول کو لندن گئے دو مہینے سے زیادہ ہو گئے۔ اس سلسلہ میں ہر قسم کے گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ ہندوستانی اور امریکی اخبارات کے نامہ نگار لندن سے طرح طرح کی خبریں بھیجا کرتے ہیں اور دفتر ہند روز ان کی تردید کرتا ہے۔ کلکتہ کے مہاسبھائی اخبار [illegible] کا نامہ نگار جھوٹ پر بازی لے گیا۔ اس نے نہایت معتبر ذرائع سے یہ خبر شائع کی کہ "ہندوستان میں قومی حکومت بنانے کے مسئلہ پر ویول اور ایمری میں اختلاف ہوا اور ویول نے وائسرائے کے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا ہے"۔

اس میں تو بہرحال کوئی شک نہیں کہ ویول اور چرچل کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ انگریزی کے دو اخبارات مثلاً نیوز کرانیکل، ڈیلی ہیرلڈ، [illegible] کی بھی رائے ہے۔ اور خود لندن ٹائمس جو اس طرح کی خبریں دینے میں بہت محتاط ہے کہتا ہے کہ برطانیہ کے اکثر اخبارات کی رائے میں وائسرائے اور مسٹر ایمری اور مسٹر چرچل میں کھینچا تانی ہو رہی ہے اور اس لئے وائسرائے کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے کہ وہ بہت مایوس ہو کر واپس جا رہے ہیں۔

لیکن ویول اور ایمری میں اختلاف کیا ہے چرچل اور ایمری کی پالیسی تو سب کو معلوم ہے۔ جب تک جنگ جاری ہے ہندوستان میں تعطل قائم رکھو۔ لیکن ویول اس معاملہ میں کسی قدر مختلف خیال رکھتے ہیں۔ ان کی رائے وہ ہے جس کا اظہار ٹائمس نے بھی دلی میں کیا ہے کہ [illegible] بن گیا تھا۔ انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے لوگوں کے دل میں جیسے جذبات پیدا ہو گئے ہیں اگر ان کو دور نہیں کیا گیا اور کانگریس سے سمجھوتہ نہیں کیا گیا تو جنگ کے بعد ہندوستان اور برطانیہ کے تعلقات ہمیشہ کے لئے خراب ہو جائیں گے اور اس سے دونوں ملکوں اور ساری دنیا کو نقصان پہنچے گا۔ دوسرے لفظوں میں اگر ہم نے ہندوستان کے قوم پرستوں سے سمجھوتہ نہیں کیا تو جنگ کے بعد شاید ہندوستان کے لوگ بغاوت پر اتر آئیں گے۔

خود وائسرائے کی تجویز اس سے زیادہ نہیں کہ نظربندوں کو رہا کر دیا جائے۔ اگزیکٹیو کونسل میں قانون ساز کے سامنے جواب دہ بھی بنائے جائے۔ مگر ملکی حفاظت کا انتظام خود وائسرائے کے ہاتھ میں ہو۔

ہندوستان ٹائمز دہلی کے نامہ نگار خصوصی نے لکھا ہے کہ دہلی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ حکومت میں تبدیلی کئے بغیر چارہ نہیں اور اگر برطانیہ کو خود اپنے مفاد کا خیال ہے تو وہ جلدی ہی کوئی قدم اٹھائے گا۔

برطانیہ کے حکمراں اپنے اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ مل کر ساری دنیا کا اور ہمارا مقابلہ کر سکیں۔ اگر وہ متحد ہو گئے اور ہم میں آپس میں آن بن قائم رہی تو ظاہر ہے ہمارا پھر وہی حشر ہوگا۔ جو کرپس کے آنے پر ہوا تھا۔ ہمارے رہنما اپنی ناکامیوں سے کوئی سبق نہیں لیتے!

سارا ہندوستان ویول کی راہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے وہ ہمارے لئے کیا لاتے ہیں۔ زیادہ تر کانگریسی چاہتے ہیں کہ صوبوں میں پھر وزارتیں قائم کی جائیں تاکہ عوام کو روزمرہ کی مصیبتوں سے بچایا جائے اور حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈالا جائے مگر ان میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں کہ صاف صاف اپنی اس خواہش کا اظہار کر سکیں۔ ابھی حال میں صوبہ متوسط کے چار کانگریسی رہنماؤں نے گاندھی جی سے وزارت بنانے کی اجازت مانگی گاندھی جی نے کہا کہ جب تک کانگریسی رہنما جیل میں ہیں وہ وزارت بنانے کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن اگر صوبہ متوسط کے کانگریسی چاہیں تو وہ وزارت بنا سکتے ہیں۔ کیا گاندھی جی اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ وزارت نہ بنانے سے کانگریسی رہنماؤں کی رہائی میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ اس سے اگر کسی کو فائدہ ہو سکتا ہے تو منافع خوروں اور ذخیرہ بازوں کو جو آج دن دہاڑے عوام کو لوٹتے اور رشوت خوری کرتے ہیں گاندھی جی کے اس قول سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا رہنما آج ہماری رہنمائی کرنے سے قاصر ہے۔

آسام میں کانگریس نے ایک لیگی وزارت کی حمایت کی ہے۔ وہاں سے اب خبر آئی ہے کہ عنقریب کانگریس پر سے پابندیاں اٹھالی جائیں گی۔ لوگوں کے رہنما جب اس کو صحیح راستہ نہیں بتائیں گے تو لوگ پہلے کی طرح انتشار پیدا ہوگی اور ہر شخص اپنی الگ راہ اختیار کرنے کی کوشش کرے گا۔

باہمی سمجھوتہ پر تعطل جاری ہے۔ مگر ہندوستانی حاشیہ بردار کا کہنا ہے کہ کار وہ رکھوں رکھا ہے۔ چنانچہ وہ انگریز لیڈروں کی سانجھے داری میں سنے بنے کا رو بار کھولے بیٹھے ہیں اور خود ہم لوگ مسٹر ویول کے منتظر بیٹھے ہیں کہ پھر ان کو ہمارے بیچ آ بیٹھنا ہے ہمارا ضمیر کہتا ہے کہ!

دوسروں سے آپس میں جنگ کر بیٹھنے سے ہماری اخلاقی حالت گیا گزرا ہو گئی اور یہ کوئی مستقبل کی بات نہیں ہے بلکہ ہماری بے عملی کی وجہ سے ہم آپس میں اخلاقی پستی کے گڑھے میں گرتے گئے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے اخبارات میں جناح صاحب اور ایمری کے متعلق خطوط شائع کئے گئے تھے اور اگر اس اخلاقی پستی کا ثبوت چاہیے تو اور کیا ہے!

کسی کانگریسی رہنما کا کانگریسی اخبار نے ملامت لفظوں میں اس تعطل سازی کی مذمت نہیں کی ہے۔ جو تو ایسے جن کو ابھی تک جناح صاحب اور ایمری کی تردید کے بعد بھی خطوط کے سچے ہونے کا یقین نہیں!

گجراتی اخبار [illegible] [illegible]

گجرات نے ایک لفظ نہیں لکھا کہ ان دو آدمیوں نے ہندوستان کے مزدوروں میں نفاق پھیلانے کے لئے کوئی ثبوت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کا مانی اخبار گجرات ساچ۔ لکھتا ہے کہ خطوط کو جعلی ثابت کرنا کوئی نہیں۔ اگر یہ خط جعلی نہیں تو عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے ایسا کیوں نہیں کیا گیا!

اس سلسلہ میں اردو اخبارات نے جو تبصرے کئے ہیں ان میں بھی کچھ ان کی ذہنیت عیاں کی گئی ہے۔ [illegible] لاہور نے ان خطوط کو صحیح سمجھ لیا اور اس سے جناح صاحب کی اخلاقی بلندی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ [illegible] کا خیال ہے کہ [illegible] جناح [illegible] ایمری کو [illegible] تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے مسٹر [illegible] کی نیند خراب ہو جاتی۔ اور [illegible] جناح کا اس قسم کا خط لکھنا کوئی [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] کی زبان استعمال کرنے والوں کو [illegible] انگریز [illegible] آپ کو مخلص ترین لکھا کرتے ہیں۔

[illegible] بھی [illegible] مصنوعی [illegible] سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پاتا۔ مدیرِ انقلاب نے کیونسٹ پارٹی جیسی سنجیدگی کو سمجھا دیکھا ہے کہ اخوں نے جناح ایمری خط و کتابت کو جعلی ثابت کرنے میں ساری نشانات کر دی۔ گو انقلاب کو شکایت ہے کہ وہ جو [illegible] کوئی اور ہندو لیڈر ایسا نہیں جس نے اس جعل سازی کی مذمت کی ہو۔ خود گاندھی جی بھی اب تک خاموش ہیں۔ بیٹھے [illegible] انقلاب [illegible] شکایت بے جا نہیں۔

مختصر لفظوں میں ہماری سیاسی زندگی کا نقشہ یہ ہے کہ ہم سب بیٹھے ویول کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہمارا مالک ہے اور ہم سب [illegible] کیسے [illegible] کبھی ہم [illegible] [illegible] [illegible]

اتحاد عرب

مشرق وسطیٰ کی سیاست کا پس منظر

جرمنی کی یہ خواہش تھی کہ اپنے جاسوسوں کے ذریعہ ممالک عربیہ میں یہودیوں اور عربوں کا سوال پیدا کر کے اپنا اثر بڑھایا جائے۔ اور پھر کسی طریقے سے مشرق وسطیٰ تک رسائی حاصل کیا جائے اور امریکہ کو جو کہ مدت سے اس کوشش میں تھا کہ مشرق وسطیٰ سے تیل حاصل کرے، کامیاب ہونے والوں کی نظروں میں گرا دیا جائے۔

دوسری طرف نازی جرمنی کی خواہشات کے برعکس عرب لیڈروں نے مشرق وسطیٰ کے عرب آزاد ممالک کو متحد کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ انہوں نے عربی بولنے والی تمام قوموں کے لئے ایک ایسا نظام تجویز کیا۔ جس پر عمل کرنے سے عربوں کے دوبارہ عروج و ترقی کے وسائل پیدا ہو جائیں۔ چنانچہ اسکندریہ (مصر) کے مشہور شہر میں اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فاروق یونیورسٹی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مختلف خود مختار عرب ممالک کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ اور اتحاد ممالک عربیہ کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عزم صمیم کیا گیا۔

نحاس پاشا وزیر اعظم اور موسیٰ العلمی فلسطینی کی پر جوش تقاریر کے بعد یہ مجلس جس کا سلسلہ مصطفیٰ نحاس پاشا سابق وزیر اعظم مصر اور جنرل نوری سعید پاشا سابق وزیر اعظم عراق نے شروع کیا تھا۔ اس امر پر غور کرنے کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

اس مجلس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اتحاد ممالک عربیہ کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی غرض سے کونسل نما ادارہ "آف عرب اسٹیٹس" کی بنیاد رکھی جائے تاکہ باہمی تعلقات اور تجارت وغیرہ کا سلسلہ دوامی طور پر خوشگوار رہ سکے۔

اس کانفرنس کے فیصلے بظاہر تو اتنے اہم معلوم نہیں ہوتے بشرطیکہ اس میں کوئی خفیہ معاہدات طے نہ پا چکے ہوں۔ مگر دوسری طرف حیران کن بات تو یہ ہے کہ عرب یونین کے متعلق کوئی اہم اعلان نہیں کیا گیا بلکہ فلسطین پر تمام مندوبین متفق نظر آتے ہیں۔ اس کانفرنس میں عرب یونین کے اصل داعیوں میں سے بہت کم نے حصہ لیا۔

عرب یونین کا سب سے بڑا داعی نوجوان مصر کا ایک پر جوش ستارہ شاہ فاروق ہے۔ اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سرگرم عمل رہا ہے۔

مشرق وسطیٰ کے دوسرے عرب سیاستدانوں کی طرح شاہ فاروق بھی بڑا ہوشیار اور تجربہ کار آدمی ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ مصر مشرق وسطیٰ میں اس کی قیادت تسلیم کی جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شاہ فاروق نے نحاس پاشا کو جو کہ نیشنلسٹ وفد پارٹی کا لیڈر ہے۔ اور جس نے مصر پر جرمن فوجوں کی یلغار اور پیش قدمی کے باوجود برطانیہ کا ساتھ دیا۔ اور عوام میں اس کی ہر دلعزیزی کے پیش نظر وزارت عظمیٰ کے عہدۂ جلیلہ سے علیحدہ کر دیا۔ شاہ مصر یہ نہیں چاہتا تھا کہ نحاس پاشا کو جو کہ عوام کے دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ مصر پر اقتدار بخش دیا جائے۔ شاہ مصر نے نحاس پاشا کو عوام کی نظروں میں گرانے کے لئے طرح طرح کے الزامات لگائے اور لوگوں کو یہ بتایا کہ نحاس پاشا جو کہ ایک غریب کسان کا بیٹا تھا۔ محض رشوت خوری کی بدولت ہی اتنا بڑا آدمی بن گیا۔ شاہ فاروق نے احمد ماہر پاشا کو جو کہ سابق وزیر اعظم علی ماہر پاشا (جس کو برطانیہ کے خلاف نازی جرمنی سے ساز باز کرنے کے الزام میں نظر بند کر دیا گیا تھا) کا بھائی ہے وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

شاہ فاروق کا مد مقابل اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف سلطان ابن سعود ہی ہے۔ جس کے تعلقات امریکہ اور برطانیہ دونوں کے ساتھ اچھے چلے آتے ہیں اگر سلطان عرب ممالک کو اپنے پروگرام کے مطابق متحد کرنے میں کامیاب ہو جائے تو شاہ فاروق کی تمام خواہشات خاک میں مل کر رہ جائیں گی۔ اس کے علاوہ دو اور ایسی شخصیتیں بھی ہیں۔ جن کا ذکر اگر کیا جائے تو بے محل نہ ہو گا۔

اول:- نوری سعید پاشا وزیر اعظم عراق جس نے پچھلی لڑائی میں برطانیہ کے خلاف ترکی فوج میں شامل ہو کر حصہ لیا۔ لارنس کے سپاہیوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ مگر ازاں بعد نوری پاشا برطانیہ کا حلیف اور دوست بنا آ رہا ہے۔ نوری پاشا امیر عبداللہ ریجنٹ عراق کا سب سے زیادہ معتمد مشیر ہے۔

دوم:- امیر شکیب کی شخصیت ہے۔ جو کہ شام اور لبنان کی آزادی کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ امیر ان علاقوں میں فرانس کی بجائے برطانیہ کے عارضی اقتدار کو پسند کرتا ہے۔

فلسطین کے دو مشہور لیڈروں جمال حسینی اور امین حسینی کو برطانیہ کے خلاف نازی جرمنی سے ساز باز کرنے کے الزام میں افریقہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

دیگر امور اور اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عرب سیاستدان صرف ایک ہی سبب یعنی "عرب یونین" کے سوال پر متفق نظر آتے ہیں۔ یہ تخیل بانی اسلام کے زمانے سے ہی چلا آ رہا ہے۔ یہ عرب ہی تھے جنہوں نے علم ہندسہ کی بنیاد رکھی۔ اور اگر سچ کہا جائے تو موجودہ علم سائنس نے بھی ان ہی کی بدولت اتنی ترقی کی۔ چار صدیوں تک بانی اسلام کے جانشین خلفاء نے اس اتحاد کو برقرار رکھا۔ تا آنکہ ترکی کے حملوں کے بعد اس اتحاد میں انتشار پیدا ہو گیا۔

وہ رقبہ جہاں عرب سیاستدان "عرب یونین" قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ تیس لاکھ مربع میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور یورپ کے مجموعی رقبہ سے زائد ہے۔ اس وسیع رقبہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا۔ (مغربی حصہ) جس میں لیبیا، ٹیونس، الجیریا اور مراکو شامل ہیں۔ ان علاقوں کی عرب آبادی [illegible] ہے۔

دوسرا۔ مصر [illegible] عرب۔ جو کہ مغربی حصہ اور عرب خاص جس میں عرب یمن، عمان، شرق اردن، جزیرہ نما بحران شامل ہیں۔ اور جن کی عرب آبادی [illegible] ہے کے درمیان حد فاصل ہے۔

تیسرا حصہ۔ عراق، شام، لبنان اور فلسطین ہے۔ جن کی کل عرب آبادی [illegible] ہے۔

اس علاقے کا بیشتر حصہ جس میں بڑے بڑے زرخیز خطے پائے جاتے ہیں۔ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ مگر دسویں صدی سے لیکر اب تک ان میں اتحاد قائم نہیں ہو سکا اور فساد کی ریشہ دوانیوں نے ان لوگوں کو کبھی بھی ایک نہیں ہونے دیا۔ بلحاظ نسل یہ لوگ الگ الگ ہیں بیشتر تعداد مسلمانوں کی ہے۔ لیکن "عرب یونین" کا خیال بہت پرانا ہے مگر اس کا وجود ابھی تک عالم شہود میں نہیں آیا۔ ان تمام کوششوں کا سہرا [illegible] تحریک چلانے والوں کے سر ہے اس تحریک کا جھنڈا لینے والوں میں سے رفاعہ الطہطاوی بھی تھے جن کی مساعی سے مصر میں ماڈرن سکول قائم کئے گئے۔ ان کے علاوہ دو روحانی بزرگ [illegible] اور [illegible] بوستان [illegible] ابھی تک عمل کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے نے بھی بیش از بیش حصہ لیا۔

آج کل تحریک خلافت کے دوبارہ احیاء کی خواہش جامع الازہر مصر میں نشوونما پا رہی ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے اس تحریک کو اتنی اہمیت نہیں دی۔ گذشتہ سال مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ نے علانیہ طور پر اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ عربوں کے باہمی اتحاد کو بنظر استحسان دیکھتی ہے برطانیہ کے ریذیڈنٹ مسٹر [illegible] کے عمل کے بعد مشرق وسطیٰ کے سوال کو پس پشت ڈال دینا مناسب نہ ہو گا۔ یہ بات تو یہ ہے کہ برطانیہ [illegible] میں ایک خاص مقصد کی [illegible] ہے۔ اب سوال [illegible]

ہوتا ہے کہ [illegible] بیلفور ڈیکلریشن کی رو سے یہودیوں کے واسطے فلسطین کے سوال پر ڈٹے رہیں گے یا عرب سیاستدانوں کی خواہشات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کی پالیسی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں گے۔

برٹش وائٹ پیپر جو کہ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا تھا اس میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ دس سال کے عرصہ میں فلسطین کو آزادی دی جائے گی پہلے ۵ سالوں میں صرف ۷۵۰۰۰ یہودیوں کو آباد کیا جائے گا۔ اس کے بعد عربوں پر منحصر ہوگا کہ وہ یہودیوں کو فلسطین میں آنے دیں یا نہ کریں۔ اگرچہ مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ نے اس معاہدے کو دوسرے [illegible] کے نام سے تعبیر کیا ہے مگر [illegible] وائٹ پیپر کا عمل درآمد نہیں آتا۔ مارشل رومیل کی مصر کی طرف پیشقدمی کی وجہ سے ہو سکتی تھی کیونکہ عرب لوگ برطانیہ سے یہودیوں کے بارے میں بہت بدظن ہو چکے تھے۔ ادھر یہودیوں نے بھی خطرہ محسوس کیا اور برطانیہ کو اپنی خدمات جو کہ انہوں نے لیبیا کے میدان میں سرانجام دیں یاد دلانا شروع کر دیا۔ عربوں اور یہودیوں نے آئندہ نظام کے متعلق ابھی سے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ اور دونوں طرف سے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ عرب یہ جانتے ہیں کہ عیسائی دنیا یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے پر تلی ہوئی ہے ادھر یہودی نوجوانوں نے دہشت انگیزی کا دور شروع کر رکھا ہے تاکہ دوسرے ممالک کی ہر ممکن امداد حاصل کی جائے اور شر و فساد پھیلا کر ایک دنیا کو ہراساں کیا جائے مثلاً برطانیہ اور امریکہ پر ہر ممکن وسائل سے زور ڈالا گیا کہ وہ وائٹ پیپر کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں۔ ماہ فروری میں امریکہ کے سینیٹ اور ہاؤس کے نمائندوں کے لیڈروں نے ایک بل بھی پیش کر دیا کہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلے پر جو پابندی عائد ہے اسے ہٹا دیا جائے۔

دوسری طرف عرب لیڈروں نے بھی عرب لیگ بنانے کے لئے کئی ایک کانفرنسیں بلائیں جن کے ذریعہ انہوں نے برطانیہ اور امریکہ کو آگاہ کیا کہ ان کا وقار اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ وہ عرب ممالک سے اچھے تعلقات قائم رکھیں اور باخبر رہیں کیونکہ اب عربوں نے ایک متحدہ نظام کے تحت چلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ کسی صورت میں بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں کئے جا سکتے۔

عربوں نے یہ بھانپ لیا کہ باوجود سیاسی چالوں کے امریکہ ان کے ساتھ لڑنے کو تیار نہیں۔ اور ان کے مطالبات کے سامنے جھک رہا ہے۔ امریکہ نے یہودیوں کے سوال کو اب پس پشت ڈال دیا ہے۔ کیونکہ امریکہ مشرق وسطے سے تیل حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

ادھر جنرل جارج مارشل چیف آف سٹاف نے امریکہ کے نمائندگان میں زور دیا ہے کہ وہ یہودیوں کے بارے میں جو بل [illegible] میں پیش کرنا چاہتے ہیں اب واپس لے لیں کیونکہ عرب سیاستدانوں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ وہ اپنے پروگرام میں ایک حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ عربوں کے ساتھ صرف فلسطین کے سوال پر ہی دوستانہ تعلقات قائم رکھنے ہی میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

شام و لبنان کی نازک صورت حال

فرانسیسیوں نے محبان وطن اور پولیس پر گولی چلائی

لندن ۳۰ مئی۔ لبنان و شام کی صورت حال جس کے برطانوی وزیر خارجہ نے نازک کا لفظ استعمال کیا ہے بعض نئے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ فرانسیسی اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ دمشق میں شامی نوجوانوں نے فرانسیسی مورچوں پر آتشباری کی اور ریل گاڑی پٹڑی سے اتار دی گئی۔

شامی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ فرانسیسی فوج نے مشرق یردن کی سرحد کے قریب محبان وطن پر گولیاں چلائیں۔

شام کے نائب وزیر اعظم نے شامیوں کے پچھلے دس دنوں کے جانی نقصانات بتاتے ہوئے کہا کہ سو اشخاص جان سے مارے گئے اور دو سو سے تین سو تک زخمی ہوئے۔ فرانسیسیوں پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ انہوں نے دمشق میں شامی پولیس پر گولی چلائی۔

مصری حکومت نے لبنان اور شام کو اپنی کامل تائید کی پیشکش کی ہے۔

لندن میں شام اور لبنان کے سفیروں نے ایک مشترکہ بیان میں دونوں حکومتوں کے اس فیصلے کا اعادہ کیا ہے کہ وہ خصوصی حیثیت کے لئے فرانس کا مطالبہ تسلیم نہیں کرے گی۔

فرانسیسی مطالبات کی تشریح

فرانس کے وزیر خارجہ موسیو بیدو نے آج پیرس میں فرانسیسی مطالبات کا خاکہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ فرانس اپنے ضروری مطالبات کی تکمیل کے بعد اپنی فوجیں ہٹا لیگا اور شام لبنان میں بحری اور فضائی مرکزوں کا استعمال عراق سے آنے والے تیل کے پائپ کی حفاظت اور فرانس کے تمدنی اور معاشی مفادات کا تحفظ شامل ہے۔

[illegible] کر رہا ہے۔ اور اگر ہم سوچتے ہیں تو غلط ڈھنگ سے سوچتے ہیں [illegible] دلوں میں [illegible]

مابعد جنگ دنیا میں مذہب کا مقام

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

لا مذہب ہوتا ہے۔ لیکن مذہب کا مرکزی عقیدہ خدا ہے۔ طبقاتی جنگ کمیونزم کا اصل اصول ہے۔ عالمگیر اخوت اور باہمی امداد مذہب کے بنیادی اصول ہیں۔ ان بنیادی اختلافات کے ساتھ مذہب اور کمیونزم ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے اور دونوں مل کر دنیا کو سماجی اور سیاسی برائیوں سے نجات نہیں دلا سکتے۔

سوال یہ ہے کہ مابعد جنگ دنیا میں مذہب کا مقام کیا ہوگا۔ محض عبادت کی آزادی مذہب کو برقرار رکھنے کیلئے کافی نہیں۔ مذہب کو اپنا اصلی فرض ادا کرنا چاہیے۔ مذہبی تعلیم کو مابعد جنگ دنیا میں بہت بڑی اہمیت دی جانی چاہئے اور حکومت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ مذہب کے محافظ کی حیثیت اختیار کرے۔ ہر مذہب سماجی انصاف پر زور دیتا ہے۔ یہ سماجی انصاف آج دنیا سے ناپید ہے۔ جب تک انصاف کے تصور کا کافی پرچار کیا جائے گا اور انسان کے ضمیر میں یہ تصور جاگزیں ہو جائے گا تو اقوام اور حکومتیں اقتدار، زرگری اور نسلی برتری کے تنگ دائرہ سے نکل آئیں گی۔ اور اسی وقت عالمی [illegible] اور بین الاقوامی امن کے منصوبے کامیاب ہو سکیں گے۔

(اورینٹ [illegible])

مابعد جنگ چودہ سالہ تعلیمی منصوبہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت مرکزی عالی ڈگری حاصل کرنے والوں کے لئے مرکزی دفاتر اور تجارتی اداروں میں گنجائش فراہم کرے گی۔

یہ [illegible] فی الوقت سیف آباد کی ایک عمارت میں قائم کیا جائے گا۔ اور دوسری جگہ کے کسی مرکزی مقام پر تبدیل کیا جائے گا۔ اس کا انتظام کیا جا رہا ہے کہ اسی قسم کے اور صوبائی مستقر یعنی ورنگل، اورنگ آباد، گلبرگہ اور [illegible] آباد (صوبہ میدک) پر قائم کئے جائیں گے۔

ہندوستان ویول کی راہ دیکھ رہا ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible]

ہندوستان میں [illegible] ہو رہا ہے۔ ویول [illegible] کرتے [illegible]

حکم نگرانی ادویہ میں ترمیم

حکومت سرکار عالی نے قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۰ف کے تحت حکم نگرانی ادویہ بابتہ ۱۳۵۱ف میں حسب ذیل جدید ترمیم کی ہے۔

حکم مذکور میں :-

۱۔ تعریف "ادویہ" مندرجہ فقرہ ۲ میں الفاظ "مستثنیٰ ہیں" کے بعد حسب ذیل عبارت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

" نیز فقرات ۱، ۲ اور ۱۳ میں لفظ دوا میں شامل ہیں تمام ادویہ جو انسانوں یا جانوروں کے اندرونی یا بیرونی استعمال میں لائی جاتی ہوں اور وہ تمام اشیاء جن کو انسانوں یا جانوروں کے علاج یا امراض کی تخفیف یا انسداد کی غرض سے کام میں لانا مقصود ہو بجز ان ادویہ اور اشیاء کے جو خاص طور پر آیورویدک کا یونانی طریقہ علاج کے بموجب مستعمل ہوتی یا تیار کی جاتی ہوں"۔

۲۔ موجودہ فقرہ (۳) حذف کردیا گیا ہے اور اس کے بجائے حسب ذیل جدید فقرہ ۳ قائم کیا گیا ہے

۳۔ (۱) بجز جداگانہ جاری کردہ اجازت نامے کے شرائط کے تحت اور اس کے بموجب جو نمونہ (الف) یا (الف ۲) یا (الف ۳) کے مطابق حاصل کیا جائے گا۔ کوئی شخص تیار کنندہ، درآمد کنندہ، تھوک فروش یا چلر فروشی کا کاروبار ممالک محروسہ سرکار عالی میں انجام نہ دے سکے گا۔ اور ہر جداگانہ مقام کاروبار کے لئے جداجدا اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

(۲) وہ تمام اجازت نامہ جات جو تاریخ نفاذ حکم ہذا سے قبل نمونہ الف پر اجرا ہوئے ہوں، تاریخ مذکور سے نمونہ (الف) (۱) یا نمونہ (الف ۳) (جس بھی صورت ہو) کے اجازت نامہ متصور ہوں گے۔

(۳) کوئی تیار کنندہ، درآمد کنندہ یا تھوک فروش جو ایسا جاری اجازت نامہ نمونہ (الف) کا حامل ہو جس کی اجرائی تاریخ نفاذ حکم ہذا سے قبل عمل میں آئی ہو اگر اس کا کاروبار تاریخ اجازت نامہ سے قبل پانچ ادویہ سے متجاوز ہوا ہو نہ ہو اور ۱۳۵۲ف تک میں اس کے جملہ کاروبار کی مالیت پچیس ہزار روپیہ سے زیادہ کی نہ رہی ہو تو وہ افسر مجاز عطائے اجازت نامہ کے پاس درخواست پیش کرسکے گا۔ اجازت نامہ نمونہ الف کو محدود اجازت نامہ نمونہ (الف ۲) میں مبدل کردیا جائے۔ منظوری درخواست کی صورت میں اجازت یافتہ کو فیس داخل شدہ اور اس فیس کے تفاوت کی واپسی کا حق حاصل ہوگا۔ جو اس کو محدود اجازت نامہ نمونہ (الف ۲) کے لئے داخل کرنی پڑتی۔ جدید اجازت نامہ اسی مدت تک کارآمد ہوگا جس مدت کے لئے اصل اجازت نامہ نمونہ (الف) کار آمد ہوتا۔

(۴) کوئی تیار کنندہ، درآمد کنندہ یا تھوک فروش جس کے پاس محدود اجازت نامہ نمونہ (الف ۲) موجود ہو وہ بجز ادویہ مصرحہ اجازت نامہ کے کسی دوسری ادویہ کے تیاری درآمد یا تھوک فروشی کا کاروبار نہ کرسکے گا۔

۳۔ فقرہ ۶ ذیلی فقرہ (۱) کے ضمن (الف) میں "نمونہ الف" کے بجائے الفاظ اور حروف "نمونہ (الف) (الف ۲) یا (الف ۳)" قائم کئے گئے ہیں۔

۴۔ فقرہ ۶ ذیلی فقرہ (۳) اور فقرہ ۸ (الف) میں لفظ اور حرف اجازت نامہ الف کے بجائے الفاظ اور حروف نمونہ (الف) (الف ۲) (الف ۳) قائم کئے گئے ہیں۔

۵۔ فقرہ (۱۲) کی توضیح حذف کردی گئی ہے۔

حکم مذکور کے نمونہ جات میں جو تبدیلی کی گئی ہے اس کی تفصیل کا اعلان محکمہ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ نشان (۳۴) مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۵۲ف سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

منجانب ناظم

جنگی خدمات انجام دینے والوں کے لئے مراعات

پریس نوٹ

حکومت سرکار عالی نے ان نوجوانوں اور فیلسانین کے لئے جو جنگی خدمات پر مامور ہیں ملازمت سرکار عالی (بشمول حیدرآباد سیول سروس) میں داخلے کے لئے وقتاً فوقتاً بعض مراعات منظور کی ہیں۔ ایک پریس نوٹ کے ذریعہ جو ۲۸ اردی بہشت ۱۳۵۲ف کو جاری کیا گیا تھا "جنگی خدمت" کی تعریف کردی گئی تھی۔ اس کے بعد جنگی خدمت کی تعریف میں بعض ترمیمات کی گئی ہیں۔ اور اب منظورہ مراعات کے اغراض کے لئے مندرجہ ذیل نوعیت کی خدمات "خدمات جنگ" متصور ہوں گی۔

(الف) کسی نوعیت کی فوجی خدمت جس میں ملازم کو کسی فوجی دستہ یا جماعت کے ساتھ بیرون ہند یا کسی جنگی منطقہ میں خدمات انجام دینے کا امکان ہو۔

(ب) ملازمت اندرون ہند جو کسی فوجی اسلحہ خانہ یا ذخائر کے عہدہ داروں کے تحت انجام دی جاتی ہو اور جس صورتوں میں ملازم متعلقہ کو بیرون ہند یا کسی جنگی منطقہ میں خدمات انجام دینے کا بھی امکان ہو۔

(ج) تمام دیگر خدمات جن میں بحری۔ بری یا ہوائی فوجی قوانین کی پابندی لازم آتی ہو۔

(د) کسی فوجی دستہ یا جماعت کے ساتھ کار آموزی و تربیت کا ایسا زمانہ جس سے بیرون ہند یا کسی جنگی منطقہ میں خدمات انجام دینے کا امکان ہو۔

(ھ) شہری دفاع کی کسی ایسی تنظیم میں خدمات جن کے متعلق حکومت سرکار عالی کی جانب سے وقتاً فوقتاً جنگی خدمات ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(و) ایسی دیگر خدمات جن کے متعلق آئندہ جنگی خدمات ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(ز) متذکرہ صدر اقسام کی خدمات میں سے صرف اسی خدمت کو "جنگی خدمت" تسلیم کیا جائے گا جس میں ہمہ وقتی فرائض انجام دینا پڑے۔

امداد باہمی ـ زرعی معیشت کی بنیاد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

کیا گیا ہے۔ غلے کے گوداموں کے لئے بھی بڑے پیمانے پر انتظامات کئے جارہے ہیں اور اس غرض کے لئے (۵۰) لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ مشترکہ زائد حصہ پیداوار کی اسکیم کے تحت وصول کردہ غلے کے ایک حصہ کو غلے کے مواضعاتی گوداموں کے قیام کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ غلے کے گوداموں میں غذائی اجناس کا کافی ذخیرہ جلد جمع ہو جائے گا جس کی وجہ سے ہر قصبہ کو نہ صرف اس کی غذائی ضروریات کی حد تک بلکہ اس کے بیجوں کے ذخائر کے معاملہ میں بھی خود مکتفی بنانے میں مدد ملے گی۔ اس کی بدولت کاشتکار زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کو زیادہ جوش اور سرگرمی کے ساتھ جاری رکھ سکے گا۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار کی برآمد تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات کے تفویض کی گئی ہے اس سے انہیں کاروباری تنظیم کا بیش بہا تجربہ حاصل کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

حکومت نے تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات کو مونگ پھلی اور دالوں کی برآمد پر فی پلہ ۱۲ آنے زائد محصول عائد کرنے کا مجاز گردانا ہے۔ سمجھا جاتا ہے اس سے سالانہ (۱۰) لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی۔ اس رقم سے انجمنوں کے مخزونات قائم کئے جائیں گے جنہیں دیہی تنظیم کی سرگرمیوں کے لئے سرمایہ بہم پہنچانے کی غرض سے استعمال کیا جائے گا۔ یہ امر طمانیت بخش ہے کہ امداد باہمی کے کاروبار کی توسیع کے ساتھ ساتھ متعدد تاجر اس تحریک میں شریک ہوتے جارہے ہیں اس تحریک کے تجارتی پہلو کو مضبوط بنیاد پر قائم کرنے کی غرض سے دو کروڑ روپے کی حد تک سرمایہ حصص فراہم کیا جارہا ہے۔

مختصر یہ کہ اس اسکیم کا منشاء ملک کے عام معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے عوام کی معاشی اور سماجی زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں پر نگرانی قائم رکھنا اور ان کی رہنمائی کرنا ہے۔

تجاویز کرپس قائم و برقرار ہیں

لیبر قائد مسٹر بیون سامراجی لیڈر مسٹر ایمری کے نقش قدم پر

لندن - ۲۰ نومبر - (رائٹر) یہاں کے نامہ نگار رفیق رواتین (ہمرا) ہے کہ گذشتہ شب کو جب میں نے وزیر امور خارجہ مسٹر بیون سے ان کے کمرہ میں ایک ہوٹل پر ملاقات کی جو لیبر پارٹی کانفرنس میں ان کی تقریر سے ہندوستان میں رونما ہوا ہے تو مسٹر ارنسٹ بیون نے اپنے اعتقاد کا اظہار کیا کہ جب جنگ جاپان ختم ہو جائے تو لیبر پارٹی سابقہ پوزیشن برداشت نہیں کر سکتی۔ میں نے مسٹر بیون کو ہندوستان سے وصول شدہ رپورٹ بتلائے اور یہ تجویز کی کہ کمک (؟) آبادیات میں ہندوستان کی منتقلی کے تعلق سے ان کے وعدہ پر ہندوستانی اخبارات میں کوئی خوشی نہیں پھیلی کیونکہ یہ غیر اہم تصور کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہندوستانی سیاسی لاڈی یہ توقع نہیں کرتے کہ لیبر حکومت ان کے مطالبات کو زیادہ آسانی سے منظور کرے گی مسٹر بیون نے اپنا ہاتھ ہلایا اور کہا کہ یہ جنگ میں رہا اور میں (؟) صورت حال سے بحث کر رہا تھا لیکن میں ابھی ہندوستان کو زیادہ اقتدار دوں گا اور یہ کوشش کروں گا کہ منظم جماعتوں کا سمجھوتہ حاصل کروں جہاں تک کہ مزدور جماعت کا تعلق ہے تجاویز کرپس بجنسہٖ قائم و برقرار ہیں اور جوں ہی ہم آزاد ہو جائیں ہم ان تجاویز کو روبہ عمل لانے کی زبردست کوشش کریں۔

جب میں نے مسٹر بیون سے دریافت کیا کہ اگر ہندوستان میں کرپس کی تجاویز کسی بالآخر قابل قبول قرار نہ پا سکی تو مزدور جماعت کا کیا موقف ہوگا تو مسٹر بیون نے جواب دیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستانی زندگی کے تمام طبقات متحد ہوں۔ ہم اس پر قانع نہیں ہیں کہ آپس میں سمجھوتہ کا کام خود اہل ہند ہی پر چھوڑ دیں جو بہت ہی مشکل نظر آتا ہے ہم سمجھوتہ پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کریں گے اور اس سمت میں ہم کل اور فوراً سے اقدام کریں گے۔

میں نے مسٹر بیون سے دریافت کیا کہ وہ اپنے اس عقیدہ کی مزید تفصیل بیان کریں کہ اب ہندوستانیوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہئے کہ وہ وسیع تر احساس پر اب ذمہ داری قبول کریں تو مسٹر بیون نے جواب دیا کہ اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ موجودہ حکومت ہند سے مشاورت کے لئے ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کو دعوت دی جائے۔

مسٹر بیون نے مزید جھک کر انتہائی سنجیدگی سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ ہند میں جو زبردست اور

تعلیم و ذمہ داری مضمر ہے خود اس سے آخری سمجھوتہ میں مدد ملے گی۔

مسٹر بیون نے آگے چل کر کہا کہ انگلستان کے عوام الناس اس مسئلہ کی مفاہمت چاہتے ہیں اور وزراء اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہل ہند کے لئے تشفی بخش حل کے حصول کے لئے بہترین تدابیر کی تلاش اور تکمیل کریں۔

مسٹر بیون نے اس پر زور دیا کہ لیکن ہندوستان کو چاہئے کہ جو وسائل و اعتماد کے جذبہ میں باہمی (؟) کے بغیر اور مستقبل پر نظر رکھ کر لیبر پارٹی سے مفاہمت کرے۔

اس کے بعد مسٹر بیون نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ (؟) میں خود برطانیہ اور ہندوستان کے لئے ہندوستان کو چاہئے کہ اپنی ہی مرضی سے وہ برطانوی دولت عامہ میں رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان ایک جائز ادارہ کی حیثیت سے حکومت خود اختیاری حاصل کرے اور اس طرح داخلی دشواریوں سے گریز کرے جو بصورت دیگر یقیناً نمودار ہوں گی۔

(رائٹر)

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۲۶۹)

مورخہ ۱۷ آذر ۱۳۵۵ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ (۳) ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت ۱۳۵۲ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ذریعہ ہذا ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جس پر کوئی تاجر معرصہ ذیل قسم سگریٹ کو فروخت کر سکے گا۔

قسم	روپیہ	آنہ	پائی	انتہائی قیمت چلر فروشی سکہ عثمانیہ
کرائے اڈن سوپر میگنم سگریٹ تیار کردہ مسرز جیمس ہلٹن اینڈ کمپنی لمیٹیڈ بمبئی Croydon Super Magnum Cigarettes manufactured by m/s James Hilton and Sons Ltd. Bombay	۰	۶	۲	فی ڈبی ۱۰ سگریٹ
	۱	۸	۱۲	فی ڈبہ ۵۰ سگریٹ
	۲	۲	۴	فی ڈبہ کیوم پیاکٹ شدہ
				۵۰ سگریٹ

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

ہندوستان کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

اگر وہ ابھی فوراً مطمئن نہ کیا گیا تو وہ فوراً ایک بدامنی میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور ہندوستانی سپاہ جو برطانوی اور امریکی افواج سے مساویانہ رفاقت کے ساتھ فتوحات حاصل کر کے ابھی ابھی ہندوستان واپس ہوئی ہے خود اپنے ملک کی سیاسی غلامی کو قبول نہ کرے گی ہندوستان و برطانیہ کی دوستی کی بنیاد قائم کرنے کا موقع نہیں ہے ابھی جبکہ لارڈ ویول نا حال انگلستان ہی میں واضح ہے اگر اس موقع کو موثر عمل میں تبدیل نہ کیا گیا تو یہ بھی جاتا رہے گا۔

(رائٹر)

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

ٹائیلا

ٹائیلا کریم، اسنو، برلین ٹالین، آملہ ہیرآئیل، لیونڈر استعمال کیجئے۔

سول ایجنٹ

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

روبرو حیدرآباد اسٹیٹ بنک

مہاراجہ ویجیٹبل ہیرآئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے۔ سفیدی کو روکتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے اور فرحت بخشتا ہے

قیمت بڑی شیشی ... چھوٹی شیشی ...

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد دکن

سائل حاضرہ پر منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ از ڈاکٹر نور اقبال قریشی

مسئلہ غذا۔ اور قیمتوں پر نگرانی از ورنگر ریڈی

جنگ اور مالیہ۔ (رعیت)

ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات از محمود احمد خان

جنگ اور مسئلہ غذا۔ از شفیق الرحمن

حیدرآباد کی قیمتوں پر جنگ کے تاثرات از غلام الدین احمد

حیدرآباد اور قیمتوں پر نگرانی

غذا اور قیمتوں پر نگرانی از احمد عبدالماجد

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

روبرو دواخانہ ڈاکٹر کرو سکریٹ بازار

سلسلہ مطبوعات انجمن طیلسانین عثمانیہ

عہد ابراہیم عادل شاہ ثانی کے متولیان ریاست
سید علی محسن ایم اے عثمانیہ

سلطان احمد شاہ بہمنی
حبیب الدین ... ...

امام غزالی کے کلامی خصوصیات
محمد غوث محبوب قادری ... ...

مرشد و دہلی کی معاشی تحقیق
محمد ناصر علی ... ...

دربار اودھ کا اثر لکھنؤ کی شاعری پر
محمد اعظم ... ...

معاشیات کی لغت
محمد ناصر علی ... ...

عہد صلاحیت اور حیدرآباد
مخدوم علی ... ...

بلدیہ سے قصبہ تک
محمد فاروق بی اے عثمانیہ

یادرا تکمل
انجم حسین آفندی

ملنے کا پتہ دفتر مجلہ طیلسانین انجمن طیلسانین
عثمانیہ حیدرآباد دکن
ٹیلیفون نمبر ۲۵۵۳
نمائش میدان باغ عامہ
حیدرآباد دکن

فون نمبر ۳۳۷

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش بیجے چند (لاڈ بازار)

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

فون نمبر ۲۰۴۱

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن